شبیر محمد اسید

حضرت یونس علیہ السلام اور وھیل کا معجزہ

حضرت یونسؑ اور حوت کا ذکر قرآن پاک کی سورہ الصافات اور سورہ القلم میں آیا ھے ۔ اوّل الذکر کی آیات نمبر ۱۴۲ ۱۴۳ میں وارد ھے کہ حوت نے حضرت یونس کو نگل لیا اور وہ ملامت زدہ تھا ۔ اگر وہ تسبیح کرنے والوں میں سے نہ ھوتا تو روزقیامت تک اس (حوت) کے پیٹ میں رہتا ۔ آخرکار ھم نے اسے بڑی سقیم حالت میں چٹیل زمین پر پھینک دیا اور اس پر ایک بیلدار درخت اگا دیا ۔ سورہ القلم کی آیات نمبر ۴۸، ۴۹ میں یوں مذکور ھے ۔ " پس اپنے رب کا فیصلہ صادر ھونے تک صبر کرو اور حوت والے (حضرت یونس) کی طرح نہ ھوجاؤ ۔ جب اس نے پکارا تھا اور وہ غم سے بھرا ھوا تھا ۔ اگر اس کے رب کی مہربانی شاملِ حال نہ ھوتی تو وہ مذموم ھو کر چٹیل میدان میں پھینک دیا جاتا ۔ "

سورہ الانبیا کی آیات نمبر ۸۷ ، ۸۸ میں حضرت یونس کا ذکر بطور ذوالنون ھوا ھے ۔ مذکورہ آیات میں حضرت یونس کی مشہور دعا لاالہ الاانت سبحنک انی کنت من الظلمین مذکور ھے ۔ اللہ پاک نے فرمایا " کہ جب حضرت یونس نے (نون کے پیٹ کی) تاریکیوں میں یہ دعا مانگی توھم نے اس کی دعا قبول کر لی اور غم سے اس کو نجات بخشی " گویا یہ ایک نادر الوقوع معجزہ تھا جو مشیئتِ ایزدی سے حضرت یونس کو پیش آیا ۔

چند حضرات نے جو معجزات کے قائل نہیں، اس واقعے کی متعلقہ آیات کے ترجمے اورتفسیرمیں بلاوجہ غلط تعبیرس کی ھیں ۔ ان میں سرسید احمد خان ، مولوی محمد علی لاھوری اور غلام احمد پرویز شامل ھیں ۔ ان کے علاوہ مشہور ترک رھنما خالدہ ادیب خانم نے اپنی کتاب " اندرون ہند " کے صفحہ ۱۱۰ پر لکھا ھے کہ مغرب زدہ موجودہ نسل کے ایک ترک نوجوان

طالب علم نے تو یہاں تک کہ دیا کہ "میں اب اپنے آپ کو مسلمان نہیں کہ سکتا کیونکہ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ یونس مچھلی کے پیٹ میں کیونکر زندہ رہے" ۔ ہمارے نزدیک ایسے لوگوں کا یہ رویہ درست نہیں اور یہ محض ان کی لاعلمی اور کم فہمی پر مبنی ہے ۔

یہاں حوت اور نون ہم معنی الفاظ ہیں ، اور صاحب الحوت اور ذوالنون حضرت یونس کے القاب ہیں حوت اور نون سے مراد ایک کوہ پیکر آبی جانور ہے ۔ مادہ حوت بچہ جنستی ہے اور مچھلی کی طرح انڈے نہیں دیتی جن سے بچے نکلیں ۔ علاوہ بریں حوت اپنے نوزائیدہ بچے کو دودھ پلاتی ہے جو بہت گاڑھا اور مقوی ہوتا ہے ۔ حوت پھیپھڑوں کے ذریعے سانس لیتی ہے ۔ اس دیو قامت آبی جانور کو مچھلی کہنا غلط ہے ۔ ہمارے قدما نے اسے دابہ کے نام سے تعبیر کیا ہے جسے انگریزی میں Mammal کہتے ہیں ۔

ہماری سائنسی تحقیقات کے مطابق حضرت یونس اور حوت کا معجزہ نادر الوقوع اور محیر العقول ضرور ہے لیکن ناممکن الوقوع ہرگز نہیں ۔ یہ مسلمہ امر ہے کہ معجزہ ہوتا ہی محیر العقول ہے جس سے انسانی عقل عاجز آ جائے ۔

بلاشبہ اللہ تبارک و تعالی جو قادر مطلق ہے ایسے حالات کا اجتماع رونما کر سکتا ہے جن میں یہ معجزہ واقع ہوا ۔ ہماری تحقیقات کی رو سے مذکورہ حوت ایک قسم کی وھیل تھی ۔ جسے Sperm Whale کہتے ہیں ۔ اس کو غزوہ سیف البحر سے متعلقہ احادیث میں عنبر کے نام سے موسوم کیا گیا ہے کیونکہ اس کی انتڑیوں سے مشہور زمانہ خوشبو نکلتی ہے جسے Ambergris یعنی عنبر کہا جاتا ہے ۔

ذیل میں ہم اس آبی جانور کی قامت و جسامت ، اوصاف و خصائل اور مخصوص عادات میں سے چند ایک کا ذکر کرتے ہیں تاکہ اس معجزے کے وقوع کے سمجھنے میں آسانی ہو ۔ یہ سب اوصاف و خصائص کسی اور قسم کی وھیل یا مچھلی مثلاً شارک وغیرہ میں بیک وقت نہیں پائے جاتے ۔ اس لئے ان میں سے کسی ایک کا بھی اس معجزے سے کوئی تعلق نہیں ہوسکتا ۔

(الف) جسامت کے لحاظ میں وھیل کی ایک قسم جسے نیلی وھیل یعنی Blue Whale کہتے ھیں ، سب وھیلوں سے بڑی ہوتی ھے ۔ اس کی لمبائی سو ، سوا سو ، فٹ تک ہوتی ھے اور وزن ۱۵۰ ٹن تک ہوتا ھے ۔ عنبر کی اوسط لمبائی ۶۰، ۷۰ فٹ ہوتی ھے اور اسکا وزن ۹۰ ٹن تک دیکھنے میں آیا ھے ۔ نیلی وھیل کے مقابلے میں عنبر کی جسامت اور وزن کم ہوتے ھیں ۔ ڈاکٹر بیل (Beale) اور ڈاکٹر بینٹ (Bennet) سے ایک عنبر کی لمبائی ۸۴ فٹ لکھی ھے ۔ اس کا زیادہ سے زیادہ محیط ڈاکٹر بیل کے اندازے کے مطابق ۳۶ فٹ اور زمین پر لٹانے کے بعد اس کی زیادہ سے زیادہ اونچائی ۱۲ سے ۱۴ فٹ ہوتی ھے ۔ عنبر ، وھیل کے ایک مشہور شکاری Bullen بلن نے اپنی مشہور کتاب Cruise of the Cachalot میں لکھا ھے کہ ایک عنبر کی لمبائی جو اس کے مشاہدے میں آئی ۷۰ فٹ تھی ۔ یہ امر ملحوظ خاطر رھے کہ پیدائش کے وقت عنبر کے بچے کی لمبائی تقریباً ۱۳ ، ۱۴ فٹ اور وزن ایک ٹن سے کچھ زائد ہوتا ھے ۔ اور یہ تقریباً ایک ٹن دودھ روزانہ پیتا ھے اور دو سال کی عمر میں اس کی لمبائی ۲۲ فٹ تک ہو جاتی ھے اور وزن ۳ ٹن تک پہنچ جاتا ھے ۔

(ب) عنبر وھیل کا جبڑا بہت لمبا ہوتا ھے ۔ بلن نے ایک عنبر کا نچلا جبڑا ناپا تو وہ ۱۹ فٹ تھا ، عام اندازے کے مطابق اس کے سر کی لمبائی اس کے جسم کی کل لمبائی کے $\frac{۱}{۳}$ کے برابر ہوتی ھے ۔ گو انسائیکلوپیڈیا برٹینیکا کی جلد نمبر ۱۹ مطبوعہ ۱۹۸۱ء کے صفحہ ۸۰۸ پر مندرج بیان کے مطابق یہ $\frac{۱}{۲}$ تک بھی ہو سکتی ھے ۔ اس کے اوپر کے جبڑے میں دانت نظر نہیں آتے ۔ البتہ نچلے جبڑے میں بلوغت کے قریب فاصلے فاصلے پر دانت نکل آتے ھیں جن سے یہ اپنی خوراک کو چبانے کا کام نہیں لے سکتی ۔ البتہ اس کے بڑے بڑے ٹکڑے کر سکتی ھے ۔ یہ اپنی خوراک کو جو بالعموم Squid پر مشتمل ہوتی ھے سالم نگل لیتی ھے ۔

(ج) اس کا حلق بہت فراخ اور وسیع ہوتا ھے ، جس سے یہ ایک لحیم و شحیم انسان کو بہ آسانی نگل سکتی ھے اور بعد میں

خاص حالات میں اُسے اگل کر باہر پھینک سکتی ھے ۔ اس کے حلق کے نیچے کئی جھریاں folds بھی ھوتی ھیں اور جب اسے معمول سے زیادہ بڑی چیز نگلنا پڑ جائے تو اس کا حلق جھریوں کے کھل جانے سے وسیع تر ھو سکتا ھے اور وہ ایک عام انسان کی جسامت سے بڑی اشیا کو بھی بہ آسانی نگل سکتی ھے۔

(د) اس کے پیٹ کے بالعموم چار بڑے بڑے حصّے ھوتے ھیں ۔ تازہ شکار یا تو اس کے حلق میں اتر جاتا ھے یا کچھ دیر بعد اسکے پیٹ کے پہلے حصّے میں چلا جاتا ھے۔ اسکا عملِ انہضام بالعموم پیٹ میں اسکے پیٹ کے دوسرے اور تیسرے حصّے میں ھوتا ھے ۔

(ر) اکثر اوقات یہ آبی کوہ پیکر جانور دریاؤں یا سمندروں کے ساحلوں پر موجوں کے جزر کے وقت یا اس کے بعد آوارہ ، واماندہ یا وارفتہ حالت میں (Stranded) بھی پایا جاتا ھے ۔ اس وقت اس پر ایسی سراسیمگی اور وحشت طاری ھو جاتی ھے کہ یہ واپس دریا یا سمندر میں نہیں لوٹ سکتا ۔ اس وقت اس کی جان کنی شروع ھو جاتی ھے اور اپنے ھی بھاری بوجھ کے تلے اس کا سینہ دبکر پچک جاتا ھے اور اس کے پھیپھڑے جواب دے جاتے ھیں ۔ اکثر اوقات عنبر وھیل کے غول اس طرح کسمپرسی کی حالت میں بعض ساحلوں پر دیکھنے میں آئے ھیں ۔ اگرچہ کبھی کبھی اکے دکے عنبر وھیل بھی ساحلوں پر مردہ حالت میں پائے گئے ھیں ۔ برزن (Berzin) نامی ایک روسی ماہر نے ایک معتبر معلوماتی کتاب عنبر وھیلوں پر لکھی ھے اس میں اس نے لکھا ھے " کہ کئی دفعہ بڑے بڑے سمندروں کے ساحلوں کے علاوہ ، بحیرہ روم ، عرب امارات ، خلیج ایران ، بحیرہ قلزم اور اردگرد کے علاقائی ساحلوں پر بھی ایسے عبرت ناک مناظر دیکھنے میں آئے ھیں ۔

(س) ماہرین کا اس بات پر اتفاق ھے کہ عنبر وھیل جب قریب مرگ ھوتی ھے یا شکاری کے وار سے قریبِ مرگ ھو جاتی ھے یا کسی اور وجہ سے وحشت اور سراسیمگی میں مبتلا ھو جاتی ھے تو اکثر خوراک وغیرہ کو جو اس نے کچھ دیر پہلے نگلی ھو اسے حلق gullet یا پیٹ کے پہلے حصّے سے باہر اگل پھینکتی ھے ۔ ٹبلس نے لکھا ھے " کہ ایک دفعہ اس نے سمندر کی سطح پر

ایک ضخیم شے تیرتی ہوئی دیکھی جو بہت صاف اور شفاف تھی ، جس کی ضخامت ۶ × ۶ × ۸ نکلی مزید تحقیقات پر اسے معلوم ہوا کہ یہ Squid یا cuttle fish کا ایک ٹکڑا تھا جسے ایک Sperm Whale نے ہڑپ کر لیا تھا اوربعد میں موت سے پہلے اس نے اسے باہر اگل پھینکا تھا ۔ ۱۹۵۵ء میں کلارک Clarke نامی ایک برطانوی ماہر نے ایک ۴۷ فٹ لمبے عنبر سانڈ کا پیٹ چاک کیا تو اسمیں سے ایک سالم Squid برآمد ہوا جس کی لمبائی ۳۴۶۵ فٹ تھی اور اس کا وزن ۴۰۰ پاؤنڈ تھا ۔ اسی ماہر نے ۱۹۵۶ء میں ایک اور عنبر کے پیٹ میں سے ایک ۸۶۲ فٹ لمبی شارک نکالی ۔ نارمن اور فریزر نامی دو برطانوی ماہرین نے ایک عنبر وھیل کا پیٹ چاک کیا تو اس میں سے ایک ۱۰ فٹ لمبی شارک برآمد ہوئی ۔ ایک امریکی مصنف رچرڈ ایلس Richard Ellis نے بھی کئی ایسے واقعات کا ذکر اپنی کتاب The book of Whales. میں کیا ھے ۔ اس نے اس کتاب کے صفحہ ۱۰۴ پرجاپانی ماہرین اوکو ٹانی اور نموٹو Okotani & Nemoto کے حوالے سے لکھتا ھے کہ عنبر وھیل کے پیٹ میں سے جوجو Squid ان کے مشاہدے میں آئے وہ بھی بالکل صحیح سالم تھے اور ان کے جسموں پر وھیل کے دانتوں وغیرہ کے کوئی نشان یازخم نہ تھے ۔ ایلس نے لکھا ھے کہ ایک دفعہ ایک قریب المرگ عنبر نے کئی بھری ہوئی بالٹیوں کے برابر بار بار تازہ کھائے ہوئے squid بذریعہ قے باہر اگل پھینکے ۔

(ص) عنبر وھیل کی ایک مخصوص عادت جس کا ذکر ڈاکٹر بیل Beale اور پروفیسر سلجپر Slijper نے کیا ھے وہ یہ ھے کہ پانی میں تیرتے وقت عنبر وھیل اپنے نچلے جبڑے کو نیچے لٹکا لیتی ھے اور اس طرح اس کے تالو اور جبڑے کی پرکشش رنگت ظاہر ہو جاتی ھے ۔ اس رنگت کا ایک مسمریزمی اثر ہوتا ھے جس سے مسحور ہو کر جاندار شکار ،مثلاً مچھلی یا Squid خود بخود اس کے حلق میں کھنچے چلے آتے ھیں ۔ جو ماہرین اس جادو اثری کے قائل نہیں وہ بھی یہ تسلیم کرتے ھیں کہ عنبر پانی میں تیرتے وقت اپنا منہ کھلا رکھتی

ہے اور جو چیز بھی اس کے منہ کے سامنے آتی ہے وہ خودبخود اس کے حلق میں اتر جاتی ہے عام طور پر Squid اس کی خوراک کا اہم جز ہے گوشہ ہر قسم کی مچھلیاں اور دوسرے آبی جانور بھی کھا جاتی ہے ۔ بعض ماہرین نے لکھا ہے کہ کئی عنبر وہیلیں اندھی ہو جاتی ہیں یا باہمی لڑائی یا حادثات میں انکے نچلے جبڑے ٹوٹ جاتے ہیں یا مڑ جاتے ہیں ۔ لیکن پھر بھی وہ اپنی دوسری تندرست ساتھی عنبر وہیلوں کے مقابلے میں لاغر یا کمزور تر نہیں پائی گئیں ، کیونکہ حسبِ عادت منہ کھول کر تیرتے وقت ان کی خوراک وافر اور کافی مقدار میں ان کے حلق میں اتر جاتی ہیں ۔

(ط) عنبر وہیل ایک سیلانی آبی جانور ہے جو غولوں کی صورت میں محوِ سفر رہتا ہے اور دنیا کے اکثر سمندروں ، دریاؤں، خلیجوں ، کھاڑیوں اور بڑی بڑی جھیلوں میں پایا جاتا ہے ۔ اس کا مخصوص عملِ تنفس اور اس کا متعلقہ نظام تشریح بھی قابلِ غور ہے ۔ اس کے تنفس میں حیرت انگیز باقاعدگی پائی جاتی ہے ۔ عنبر وہیل بڑی باقاعدگی کے ساتھ غوطے بھی لگاتی ہے ۔ بعض دفعہ تو عنبر وہیل ۳۷۲۰ فٹ کی گہرائی تک یا اس سے بھی زیادہ گہرائی تک غوطہ لگاتی پائی گئی ہے ایک دفعہ تو غوطہ ۸۲ منٹ تک جاری رہا ۔ لطف کی بات یہ ہے کہ سطحِ آب سے نیچے تیرتے وقت یا غوطے کے دوران یا منہ کھول کر شکار کے وقت اس کے حلق یا پیٹ یا پھیپھڑوں میں پانی داخل نہیں ہوسکتا ۔ برزن نے اپنی کتاب کے صفحات ۱۱۱ ، ۱۱۵ اور ۱۱۶ پر اس امر کی وضاحت کی ہے ۔ ڈاکٹر بیل نے بھی اس خصوصیت پر روشنی ڈالی ہے ۔

عام مشاہدوں میں آیا ہے کہ اگر عنبر وہیل ایک منٹ تک پانی میں غوطہ لگاتی ہے تو ایک دفعہ سطح آب پر نمودار ہو کر مخصوص طور سے سانس باہر نکالتی ہے جو ایک مرطوب بھاپ کی صورت میں بلند اٹھتا ہے ۔ علاوہ ازیں بعض اوقات سطح آب سے اوپر بہت بلند چھلانگ بھی لگاتی ہے ۔

(ع) غزوۂ سیف البحر کے سلسلے میں جس عنبر وہیل کا ذکر ہم اشارۃً گزشتہ پیرا نمبر ۲ کے آغاز میں کرچکے ہیں ۔

اس کی کچھ تفاصیل دلچسپ ہیں جن کا یہاں ذکرکرنا ہم مناسب سمجھتے ہیں ۔ اس کی عظیم جسامت کے پیشِ نظر اسے ایک بہت بڑے ٹیلے سے تشبیہ دی گئی ہے ۔ یہ اس قدر عظیم الجثہ تھی کہ تین سو غازیوں نے جن کا راشن ختم ہوچکا تھا اور بھوکے مر رہے تھے اور درختوں کے پتے کھاتے رہے انہوں نے اٹھارہ دن تک اسکا گوشت پیٹ بھر بھر کر کھایا اور اس کی چربی (Blubber) سے اپنے نحیف و نزار جسموں پر مالش کرتے رہے ۔ یہاں تک کہ وہ تندرست و توانا ہوگئے ۔ اس کا کچھ گوشت جو اُن سے بچ رہا وہ واپسی پر مدینہ منورہ لے گئے ۔ جسے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی کھایا ۔ اس عنبر کی جسامت کا مزید اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ حضرت ابوعبیدہ نے جو اس لشکر کے سالار تھے اس کی پسلی کی ہڈیوں کو زمین میں گڑوا کر ایک طویل القامت غازی کو ایک اونچے اونٹ پر سوار کرا کر اس کے نیچے سے گزرنے کا حکم دیا تو وہ بہ آسانی گزر گیا ۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آیا انسان کو ایسا حادثہ پیش آسکتا ہے جیسا کہ حضرت یونس علیہ السلام کو پیش آیا تھا ۔ ہمارے مطالعے میں ایک ایسے حادثے کا ذکر آیا ہے ۔ فرانس کے رسالہ Journal Das Debats مجریہ ۱۲ ، مارچ ۱۸۹۸ء میں عنبر وھیل کے ایک شکاری جیمز بارٹلے James Bartley کا واقعہ شائع ہوا تھا ، جو عنبر کے شکار کرنے والے Star of the East. نامی جہاز پر ملازم تھا ۔ جنوبی امریکہ کے ملک ارجنٹائن کے نزدیک فاک لینڈ کے جزیرے کے قریب اس جہاز کے عملے کو ایک عنبر وھیل دکھائی دی جسے شکار کرنے کے لیے ایک کشتی سمندر میں اتاری گئی جسے بارٹلے چپوؤں کے ذریعے سے چلا رہا تھا ۔ دورانِ شکار میں وھیل سے شدید مقابلہ ہوا تو وھیل کی ٹکر سے کشتی دو ٹکڑے ہو گئی اور بارٹلے سمندر میں گر کر وھیل کے حلق میں چلا گیا ۔ کوئی دو گھنٹے بعد یہ وھیل ماری گئی اگلے روز علی الصبح جب وھیل کا پیٹ چاک کیا گیا تو اس میں سے بارٹلے بے ہوشی کے عالم میں زندہ پایا گیا ۔ اس

کے ساتھیوں نے نکال کر اسے فوری طبی امداد بہم پہنچائی ۔ چنانچہ مناسب علاج معالجے اور دیکھ بھال اور آرام کے بعد بارٹلے تندرست ہو گیا ۔ گو وھیل کےاندرکی تیزابی رطوبتوں سے اس کی جلد متاثر ہوئی جو اپنا اصلی رنگ کھو بیٹھی ۔ بعض سائنس دانوں نے البتہ اس واقعے کی اصلیت سے انکارکیا ھے ۔ لیکن اس کے لیے کوئی معقول وجہ بیان نہیں کی ۔ ۱۹۲۷ء میں آکسفورڈ یونیورسٹی کے ایک پروفیسر ولسن نے پرنسٹن تھیولو جیکل ریویو کی جلد نمبر ۲۵ میں ایک آرٹیکل لکھا تھا جس کا عنوان The sign of the Prophet Jonah And its modern confirmation. تھا اس میں انھوں نے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی تھی کہ بارٹلے کا قصہ صحیح ھے اور سائنس کے نقطۂ نظر سے اس کے صحیح تسلیم کرنے میں کوئی رکاوٹ نہیں ہونی چاہیئے ۔ انھوں نے اسی قسم کے ایک اور حادثے کا بھی ذکر کیا تھا ۔ لیکن اس کے باوجود بائبل کے موجودہ مفسرین نے سائنسدانوں کی شدید نکتہ چینی کے پیشِ نظر یونس اور" بڑی مچھلی" کے قصّے کو ایک تمثیل کہاھے ۔

ھم پورے یقین سے کہتے ھیں کہ حضرت یونس کو بھی ایسا ھی واقعہ پیش آیا تھا ۔ جب وہ نینوا سے بھاگ کر کشتی میں سوار ہوئے تو دریا میں یکایک طوفان اٹھا ۔ کشتی والوں نے قرعہ ڈالنے کے بعد حضرت یونس کو دریا میں اٹھا پھینکا ۔ وھاں اتفاق سے اس وقت ایک عنبر وھیل حسبِ معمول منہ کھولے دریا میں تیر رھی تھی ۔ اس نے حضرت یونس کو ہڑپ کر لیا ۔ پھر آناً فاناً طوفان ٹل گیا ۔ جب حضرت یونس عنبر کے پیٹ میں تھے تو انہوں نے نہایت خشوع و خضوع کے ساتھ استغفار کیا اور وہ مشہور دعا مانگی جس کا ذکر ھم اوپر پہلے پیرے میں کر آئے ھیں ۔ رب العزت نے ان کی دعا قبول کر لی ۔ طوفان ختم ہونے کے بعد چونکہ جزر آ گیا اس لیے عنبر وھیل ساحلِ دریا پر پڑی رہ گئی اور قریب المرگ ہو گئی ۔ پھر اس نے حسب معمول انہیں ریتلے ساحل پر اگل پھینکا ۔ لیکن خدائے عزوجل نے جو قادر مطلق ھے انہیں زندہ سلامت بچا لیا ، گو وھیل کے پیٹ یا حلق میں رہنے کی وجہ سے اس کے

اندر کی تیزابی رطوبتوں سے اُن کی جلد متاثر ہوئی لیکن شافی مطلق نے انہیں شفا بخشی ۔

حضرت یونس کتنی دیر عنبر وھیل کے پیٹ میں رہے ۔ اس کے متعلق علما میں اختلافِ رائے ہے ۔ بغوی نے بحوالہ مقاتل بن حبان لکھا ہے تین روز رہے ۔ عطا نے سات روز کہا ہے ۔ ضحاک نے کہا بیس روز ۔ سدی کلبی اور مقاتل بن سلیمان نے کہا ہے کہ چالیس روز ۔ لیکن ہمیں ان آرا کے قبول کرنے میں تردد ہے ۔ کیونکہ عنبر وھیل کے حلق یا پیٹ کے پہلے حصّے میں تو انسان زندہ رہ سکتا ہے اور وہاں سے عنبر وھیل اُسے باہر اگل کر پھینک سکتی ہے ۔ لیکن وہاں زیادہ عرصہ نہیں اٹکا رہ سکتا ۔ وہاں سے پیٹ کے دوسرے یا تیسرے حصّے میں پہنچنا ایک قدرتی عمل ہے اور ان حصص میں عملِ انہضام شروع ہوجاتا ہے ۔ وہاں اول تو زندہ بچ رہنا ناممکنات میں سے ہے اور پھر وہاں سے باہر اگل پھینکا جانا بعید از قیاس ہے ۔ ہمیں حاکم کی روایت میں حضرت ابن عباس کا قول اور ابو الشیخ کی روایات میں ابو مالک کا قول اور عبد الرزاق اور ابن مردویہ کی روایت میں ابن جریح کا قول اور عبد بن حمید و ابن المنزر کی روایت میں عکرمہ کے قول سے اتفاق ہے کہ دن کا کچھ حصّہ حضرت یونس عنبر وھیل کے پیٹ میں رہے البتہ وقت کا تعین کہ چاشت کے وقت سے شام تک رہے ، اس سے ہمیں اتفاق نہیں ۔ اس ضمن میں ہم یہ بیان کرنا بھی ضروری سمجھتے ہیں کہ بائبل کے مطابق حضرت یونس تین دن اور تین رات " بڑی مچھلی " (Big fish) کے پیٹ میں رہے ۔ یہ درست معلوم نہیں ہوتا ۔ چنانچہ ٹی ۔ ایچ ہکسلے جیسے مشہور سائنسدان نے اس بیان کو شدید تنقید کا نشانہ بنایا ہے ۔ بلکہ بعض نے تو اس کی تضحیک کی ہے ۔ جس کا نتیجہ یہ ہے کہ اس دور میں بائبل کے اکثر مفسرین بائبل کے اس قصّے کو ایک تمثیل کہتے ہیں اور اس کی تاریخیت اور واقعیت کے منکر ہیں ۔

اپنی سائنسی تحقیقات کی روشنی میں ہم پورے وثوق سے کہہ سکتے ہیں کہ اس معجزے کے وقوع کے تسلیم کرنے میں کوئی

عقلی دلیل مانع نہیں ہے اور کوئی صاحبِ عقل و فہم انسان
اس کے قرآنی بیان پر کسی قسم کی حرف گیری نہیں کر سکتا ۔
البتہ یہ ذہن نشین رہنا چاہیے کہ قرآن پاک نہ تو سائنس
کی کتاب ہے نہ تاریخ کی ۔ نہ افسانوں کا مجموعہ ہے ، نہ
ناول ہی ہے ۔ اس کا مقصدِ وحید تمام انسانوں کو مذہبی
تعلیم دینا ہے ۔ پرانے قصص بیان کر کے بنی نوع انسان کو
خدائے ذوالجلال و الاکرام کی قدرت کاملہ کا یقین دلانا ہے
اور انہیں فلاحِ دارین کی طرف بلانا ہے ۔ انتہائی مایوسی کے
عالم میں بھی اُسی خدائے وحدہٗ لاشریک کی طرف رجوع کرنے سے
تقدیریں بھی بدل جاتی ہیں ۔ حضرت یونس اور وہیل کے معجزے
میں بھی ایسے ہی دلنشیں اسباق ملتے ہیں جو غیرضروری
جزئیات سے پاک ہیں ۔ یہ بات خاص طور پر ذہن نشین رہنی
چاہیے کہ باوجودیکہ موجودہ دور میں سائنس نے حیرت انگیز
ترقی کر لی ہے تاہم عنبر وہیل کے متعلق ابھی تک کما حقہ ،
معلومات حاصل نہیں ہوسکیں اور ماہرین اور سائنس دان
لگاتار اس حیرت انگیز مخلوق کے متعلق تحصیل علم اورمشاہدات
میں مصروف ہیں اور سوائے اس دعا کے ہمیں چارہ نہیں " رب
زدنی علما "

1. The Book of Whales, Richard Ellis, New York,1980
2. The Book of Whales, Beddard, London,,1900
3. Giant Fishes, Whales and Dolphins, Norman and Frazer, London.
4. The Natural History of the Sperm Whale, Dr. Beale, London, 1839,
5. Whales, Prof. Slijper., London.
6. The Ecology of Whales and Dolphins, Prof. Gaskin, Ontario, Candada.
7. Encyclopaedia Britannica, Vol,19, 1981
8. The cruise of the Cachalot, Frank T. Bullen, London 1953.
9. Larouse Encyclopedia of the Animal World New York, 1975.
10. The World Book Encyclopedia, Vol 21, New York, 1981.

11. Walkers Mammals of the World, Vol II, Baltimore and London, 1983.

12. Colliers Encyclopaedia, Vol 2, New York, 1979.

13. Encyclopaedia Americana, Vol 28, Connecticut U.S.A, 1981.

14. The Sperm Whale, Berzin, Washington DC, 1972.

۱۵ – مضامین تفسیر القرآن جلد ششم – سرسید احمد خان

۱۶ – صفحہ ۱۰۲ مفہوم القرآن جلد سوم – غلام احمد پرویز

۱۷– صحیح مسلم باب اباحۃ میتات البحر صحیح بخاری/کتاب الذبائح

۱۸ – اندرون ہند – خالدہ ادیب خانم – نئی دہلی ۱۹۳۸ء

۱۹ – تفسیر مظہری جلد نمبر ۱۱ صفحات ۵۹ – ۶۰

20. Holy Quran, Maulana Muhammad Ali, Lahore 1920.

21. A Year of the Whale: Victor B. Scheffer, London 1979.

22. Science and Hebrew Tradition, T.H. Huscley, P. 208-209, London, 1893,